OPEN ACCESS
ACTA ISLAMICA
ISSN (Print): 2411-7315
ISSN (Online): 2791-0067
https://aisbbu.com/

غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of Ghunyat-ul-Qari Sharah Sahih Al Bukhari

Afsar Ali
PhD Research Scholor, Department of Islamic studies, AWK University, Mardan
afsaraliphd@gmail.com

Dr. Abzahir Khan
Associate Professor/Supervisor, Department of Islamic studies, AWK University, Mardan
abzahir@awkum.edu.pk

Dr. Muhammad Adil/ Co.Supervisor,
Lecturer, Department of Islamic studies, Bacha Khan University, Charsadda
adilfareedi@bkuc.edu.pk

Abstract

Ahadith of the Holy Prophet (صلی اللہ علیہ و سلم) are actually interpretations and explanations of the Holy Quran. There are many books of ahadith among which six are the most prominent which are known as Sihah-e-Sitta (صِحاحِ ستہ). The authors of these Sihah-e-Satta are Non-Arab. This means that Non-Arab have done immense services of Hadith.Sahih Al Bukhari is one of the most authentic Books of hadith. Shaikh Ibn-e-Hajar Al Asqalani says:"اصح الکتب بعد کتاب اللہ الصحیح للبخاری" The most authentic Book after Qur'an is Sahih Al-Bukhari". Many Muslim scholars have written commentaries on Sahih Al Bukhari in different languages. The most prominent commentaries of Sahih Al Bukhari are: Fath-ul-Bari and Umdat-ul-Qari, Al Kawakib-ud-Durari, Irshadu Sari and Kashf-Ul-Bari. One of the commentary of Sahih Al-Bukhari is Ghunyat-ul-Qari, which is in Arabic language by Maulana Muhammad Abdul Khaliq Bajuri. Although he is a foreigner (عجمی) but this commentary does not see the signs of Non Arabs. This commentary is actually the summary of Fath-ul-Bari, Umdat-ul-Qari, Sharh Ibn-e- Battal etc. Most of it is in the form of manuscript, on which the research work has just started. This article is also a part of the research. It presents an analytical study of Ghunyat-ul-Qari. Molana Abdul Khaliq explains the ahadith in a good way. He introduces the narrators of the hadith, its difficult words, meanings and much more which are explained in this article.

Keywords: *Ghunyat-ul-Qari, interpretation, Sihah-e-Sitta, immense services, Muhammad Abdul Khaliq*

تمہید:

دنیامیں دوطرح کے لوگ آباد ہیں۔ایک تووہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آباواجداد کے طور طریقوں کو یکسر بھلادیااور انہوں نے اپنے حال کوماضی کے ساتھ وابستہ کرنے کی بالکل ہی کوشش نہیں کی۔جب کہ دوسری قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے اپنے حال کوماضی سے وابستہ کرنے کے لیے انتہائی کوششیں کیں،تاکہ حال کی تعمیر کے لیے ماضی کے حالات وواقعات سے حتی الامکان فائدہ اٹھایا جاسکے۔اس مقصد کے لیے انہوں نے اپنے اسلاف کی علمی کاشوں کو محفوظ کرنے کی کافی کوششیں کیں۔ابتدامیں اپنے اسلاف اور آباواجداد کے علمی تراشوں کو جمع کرنے کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی جاتی تھی،لیکن آج ان کو محفوظ کرنے کا علمی شوق بڑھ گیاہے۔لوگوں کاایک خاص طبقہ اپنی صلاحیت کواس کام پر خرچ کر

CC BY

رہا ہے، تاکہ بعد کے آنے والوں کو اپنے اسلاف کی کاوشوں کا علم ہو سکے اور ان سے استفادہ کیا جاسکے۔ اس فن کو اتنی پذیرائی حاصل ہو چکی ہے کہ لوگ اپنے اسلاف کی قبروں کے کتبوں کی تلاش میں بھی اپنی زندگیاں لگا رہے ہیں۔ قدیم سکے، تعمیرات، ڈھانچے، برتن، آلات غرض ہر تاریخی چیز کو حاصل کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔

دنیا کی علمی تاریخ کا ایک انتہائی معتبر اور حیرت انگیز حصہ حدیث بھی ہے۔ احادیث رسول ﷺ علوم کا وہ بیش بہا ذخیرہ ہے کہ اس نے دنیا کے ہر خطے اور ہر طبقۂ زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد کو متأثر کیا ہے۔ آج کل جس قوم کے پاس اپنے اسلاف کی جو بھی تاریخ موجود ہے اور دنیا اس کو جتنا بھی معتبر سمجھتی ہے وہ احادیث نبوی ﷺ کا مقابلہ ہر گز نہیں کر سکتی اور اس پر بلا شبہ مسلمانوں کو فخر ہے۔ احادیث مبارکہ کی حفاظت اور اسے بعد کی لوگوں تک محفوظ حالت میں پہنچانے کے لئے امت کے ایک بڑے طبقے نے تدوین و حفاظتِ حدیث پر اپنی زندگیاں لگادیں اور امت کے سامنے احادیث کا ایک معتبر مجموعہ پیش کیا۔ احادیث کے ان مجموعوں میں صحاح ستہ، یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کو سب سے زیادہ معتبر مانا جاتا ہے۔ ان چھ کتابوں میں امت نے جس کتاب کو سب سے زیادہ صحیح قرار دیا اور اسے عوام وخواص میں قبولیت حاصل ہے وہ صحیح البخاری ہے۔ اس کے بارے میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اَصَحُّ الکُتُبِ بَعدَ کِتابِ اللهِ الَصَّحیحُ لِلبُخارِی"[1] یعنی قرآن کریم کے بعد سب سے زیادہ صحیح ترین کتاب صحیح بخاری ہے۔ صحیح بخاری کی اسی عظمت شان کے پیش نظر نامی گرامی اور کبار ائمہ وعلماء نے اس پر مختلف طریقوں سے تحقیقی کام کیا اور کئی زبانوں میں صحیح بخاری کی شروحات لکھی گئیں، جن میں سب سے زیادہ مشہور فتح الباری، عمدۃ القاری، ارشاد الساری، شرح صحیح البخاری لابن بطال، فیض الباری، کشف الباری اور انعام الباری ہیں۔ ان شروحات میں صحیح بخاری کی ایک شرح، غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری بھی ہے، جو کہ ایک مخطوطہ ہے۔ یہ بھی ماضی کے اسلاف کی حدیثی خدمت ہے جس پر حال ہی میں تحقیقی کام کا آغاز ہوا ہے۔ یہ آرٹیکل بھی اسی کی ایک کڑی ہے، اس میں غنیۃ القاری کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔

آرٹیکل کی ابتداء میں غنیۃ القاری کے مؤلف کا مختصر تعارف پیش کیا گیا ہے، اس کے بعد اس کا تجزیاتی مطالعہ اور منہج بیان کیا گیا ہے، تاکہ طلباء حدیث اور قارئین کے لیے اس سے استفادہ آسان بنایا جاسکے۔

مؤلف کا تعارف

غنیۃ القاری کے مؤلف کا نام ابو عبداللہ محمد عبدالخالق ہے۔ آپ صوبہ خیبر پختون خوا کے شمالی علاقہ باجوڑ ایجنسی کے ایک گاؤں گوہاٹی میں 1275ھ/1858ء میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام سید امیر بن حسام الدین ہے۔ آپ کا نسب خیبر پختون خوا کے ایک مشہور صوفی بزرگ مولانا محمد صالح المعروف دیوانہ بابا[2] سے ملتا ہے۔ ابتدائی کتابیں آپ نے اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ اس کے بعد اپنے علاقے کے علماء کرام سے علم حاصل کیا[3]۔ آپ نے 1402ھ/1982ء کو وفات پائی[4]۔

غنیۃ القاری کا تجزیاتی مطالعہ

مولانا عبدالخالق رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس شرح میں جو انداز اپنایا ہے وہ اختراعی ہے۔ انہوں نے اس کو سہل بنانے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ شرح کی ابتدا ایک بلیغ خطبہ سے فرمائی ہے جس میں اس شرح کے سببِ تالیف کو کچھ یوں ذکر کیا ہے:

"ہمارے زمانے کے طلبا کی طبیعتیں مطوّلات یعنی لمبی لمبی بحثوں سے اکتا گئی ہیں۔ ان کا مزاج یہ بن گیا ہے کہ ہر بحث جامع اور مانع ہو تاکہ افادہ اور استفادہ آسان ہو۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر میں نے ارادہ کیا کہ ایسی شرح لکھوں جو قاری کو اپنے مقصد کی طرف آسانی کے ساتھ لے جانے والی ہو اور اس میں طویل اور لمبے چوڑے مباحث نہ ہوں"[5]۔

وجہ تسمیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ شرح ایسی جامع اور مانع ہے کہ اس کے مطالعہ سے قاری دوسری شروحات سے مستغنی ہو جائے گا

یعنی اس کو دوسری شروحات پڑھنے کی ضرورت نہیں پڑے گی، اسی مناسبت سے اس کا نام "غنیۃ القاری شرح الصحیح للبخاری" رکھا ہے۔ یعنی بخاری کی ایسی شرح جو قاری کو دوسری شروحات سے مستغنی کر دے۔ اس شرح میں مؤلف رحمہ اللہ نے دوسرے شرّاح کے نقائص اور عیوب بیان نہیں کیے ہیں، کیونکہ اس سے ان کی پردہ دری لازم آتی ہے۔ ساری توجہ صرف متن کے مباحث حل کرنے کی طرف دی ہے، ادھر اُدھر کے مباحث کی طرف التفات کرنے سے اجتناب کیا ہے[6]۔ موصوف رحمہ اللہ نے شرح کے خطبے میں لکھا ہے: یہ شرح در حقیقت مختلف شروحات کا خلاصہ ہے، خاص طور پر علامہ بدر الدین عینی کی شرح عمدۃ القاری سے زیادہ مباحث لیے گئے ہیں۔ خطبے کے بعد مقدمہ ذکر کیا ہے اور اس کو سات فصلوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں وہ تمام امور ذکر کیے ہیں جن کا جاننا اس کے قاری کے لیے ضروری ہے۔ اسی طرح حدیث کی اہمیت، حاملینِ حدیث کی بلند شان، صحیح بخاری اور اس کے مؤلف کا تعارف اور حالات ذکر فرمائے ہیں۔ بخاری کے تراجم پر بھی کلام کیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ حدیث کی اقسام بھی ذکر کیے ہیں اور محدثین کے ہاں جو اصطلاحات رائج ہیں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔ ساتویں فصل میں شارح رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ تک اپنی سند بیان کی ہے۔ شارح رحمہ اللہ نے یہ طرز اپنایا ہے کہ حدیث کی سند میں وارد ہونے والے اَعلام اور اَماکن کا مکمل تعارف پیش کیا ہے۔ الفاظ کے معانی کے بیان کے لیے قرآنی آیات، احادیثِ مبارکہ اور اشعارِ عرب سے استدلالات کیے ہیں۔ صرفی اور نحوی تحقیق کا بھی اہتمام فرمایا ہے۔ مختلف نسخوں میں الفاظ کے اختلاف کی طرف بھی نشاندہی فرمائی ہے۔ فرقِ باطلہ خاص طور پر اپنے زمانے کے فرق پر خصوصی طور پر رد فرماتے ہے۔ عربی محاورات اور امثال بھی ذکر کیے ہیں۔ صحیح بخاری میں جو تعلیقات ہیں ان کو متصلاً بیان کیا ہے اور ان کے مآخذ سے ان کی تخریج بھی کی ہے۔ مشکل الفاظ کے لغوی معنیٰ بھی بیان کرتے ہیں۔ اصولِ فقہ، منطق، علمِ معانی، علمِ بیان، بدیع اور تصوف کے مباحث بھی ذکر کیے ہیں۔ حدیث کے متن میں جو الفاظ ذکر کیے گئے ہیں ان کی وجہ تسمیہ بھی ذکر کی ہے۔ ائمہ اربعہ کے درمیان فقہی اختلافات اور ان میں ترجیح راجح اور مذہبِ حنفی کی وجہ ترجیح بھی مدللاً ذکر کرتے ہیں۔ حدیث سے مستنبط ہونے والے مسائل اور فوائد بھی ذکر کیے ہیں۔ ایسی روایات جن میں ظاہراً تضاد نظر آتا ہے ان میں تطبیق ذکر کی ہے۔ صحت اور ضعف کے اعتبار سے حدیث کے درجات بھی ذکر کیے ہیں۔ روایات کی تشریح میں سیاق و سباق سے متعلق تاریخی واقعات بھی ذکر کیے ہیں۔ مختلف روایات کی صورت میں راجح روایت کی وجہ ترجیح میں اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں۔ جن احادیث میں امراض اور علاج کا بیان ہوتا ہے ان میں حکیموں اور طبیبوں کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس بارے میں عوام کے درمیان جو غلط فہمیاں اور توہمات پائے جاتے ہیں ان کی بھی اصلاح فرماتے ہیں۔ جو الفاظ معنی کے اعتبار سے قریب ہوتے ہیں یا لکھنے میں ایک جیسے ہوتے ہیں ان کے معانی میں فرق بھی ذکر کرتے ہیں۔ مندرجہ بالا تمام امور کی تفصیل ذیل میں مثالوں سمیت ذکر کی جاتی ہے:

الفاظ کے معانی بیان کرنے کے لیے قرآنی آیات سے استشہاد

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ وہ الفاظ کے معانی بیان کرنے کے لیے قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہیں۔ اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

پہلی مثال: ورقۃ بن نوفل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا تھا "إذ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ" یعنی جب آپ کی قوم آپ کو نکال لے گی۔ اس میں شارح رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ یہاں "إِذْ" مستقبل کے معنی میں استعمال ہوا ہے جس طرح کہ لفظ "إذا" ماضی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے[7]۔ اپنے اس قول کی تائید میں مذکورہ آیات ذکر کی ہیں:

۱: "يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا"[8]

ترجمہ: اس دن وہ خود اپنے حالات بیان کرنے لگے گی۔

۲: "إِذِ الْأَغْلَالُ فِي أَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلَاسِلُ"[9]

ترجمہ: جب ان کی گردنوں میں طوق ہوں گے اور زنجیریں ہوں گی۔

دوسری مثال: شارح رحمہ اللہ نے ایک مقام پر یہ مسئلہ ذکر فرمایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعثت کے بعد ما قبل کی شریعتوں کی اتباع کا حکم دیا گیا تھا یا نہیں؟ تو اس بارے میں مؤلف رحمہ اللہ نے دو قول ذکر فرمائے ہیں: ایک قول یہ کہ آپ علیہ السلام کو شَرَائع مَن قَبلنا یعنی پچھلی شریعتوں کی اتباع کا حکم دیا گیا تھا اور دوسرا قول یہ ہے کہ ما قبل شریعتوں کی اتباع کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ اس بارے میں شارح رحمہ اللہ قول اوّل کے قائل ہیں اور استدلال میں قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں:

"أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ"[10]

ترجمہ: یہ وہ لوگ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت کی تھی، لہٰذا آپ بھی ان کے راستے پر چلیں۔

اس آیت سے اس طور پر استدلال کیا ہے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ما قبل انبیاءِ کرام کی راہ پر چلنے کا اَمر دیا گیا ہے اور اَمر وجوب کا تقاضا کرتا ہے۔[11]

احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلاۃ والسلام سے استشہاد

شارح رحمہ اللہ بعض مقامات پر مسئلے کی وضاحت یا اپنے مذہب کو ثابت کرنے کے لیے احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ اس کی مثال درج ذیل ہے:

كِتابُ الصّلاة میں "بابُ الصلاةِ في كُسوفِ شمس" کے تحت شارح رحمہ اللہ نے ایک مشہور اختلافی مسئلہ ذکر کیا ہے کہ کسوفِ شمس یعنی سورج گرہن میں نماز پڑھنے کی کیفیت کیا ہوگی؟ کیا فجر کی عام نماز کی طرح دو رکعتیں ہوں گی اور ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہوں گے یا ہر رکعت میں دو رکوع ہوں گے؟ مؤلف موصوف نے اختلافِ ائمہ ذکر کرنے کے بعد پانچ احادیث کو بطور استدلال پیش کیا ہے۔ جن میں ایک سننِ نسائی کی یہ روایت ہے: "فإذا رأيتم ذلك فصلوا كأحدث صلاة صليتموها من المكتوبة"[12]

ترجمہ: جب تم ایسی حالت دیکھو تو ایسی نماز پڑھو جو تم نے ابھی ابھی فرض نماز پڑھی ہے (مراد فجر کی نماز ہے)۔[13]

الفاظ کے معانی بیان کرنے کے لیے اقوالِ صحابہ سے استشہاد

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ بعض الفاظ کے معانی بیان کرنے کے لیے اقوالِ صحابہ کو بطور استدلال پیش کرتے ہیں۔ اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

پہلی مثال: سورۃ الانعام میں امام بخاری رحمہ اللہ نے "مَعرُوشَات" کا معنی بیان کیا ہے "مَا يُعرَشُ مِنَ الكَرَم" شارح رحمہ اللہ نے اس کی تشریح کے تحت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ذکر فرمایا ہے: "المعروشات"، "ما عرش الناس"[14]۔ [15]

دوسری مثال: سورۃ الانعام میں امام بخاری رحمہ اللہ نے "مُسْتَقَرٌّ" کی تشریح "فِي الصُّلْبِ" اور "مُسْتَوْدَعٌ" کی تشریح "فِي الرَّحِمِ" سے کی ہے۔ شارح رحمہ اللہ نے سیدنا ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام کے اقوال ذکر کر کے اس معنی کی تائید فرمائی ہے جو کہ محمد رشید بن علی رضا[16] نے تفسیر المنار میں ذکر کیا ہے۔ روي عن ابنِ مسعود أنه قال في تفسيرِ العبارة: "مستقرها" في الدنيا "ومستودعها" في الآخرة[17]۔[18]

الفاظ کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں

حدیث کی شرح میں جو مشکل الفاظ آتے ہیں ان میں سے بعض الفاظ کی وجوہ تسمیہ بھی تحریر کرتے ہیں۔ اس کی مثال ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ نے باب شهود الحائض العيدين و دعوة المسلمين کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ذکر

فرمائی ہے:"عن حفصة، قالت: كنا نمنع عواتقنا أن يخرجن في العيدين"[19]سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم کنواری لڑکیوں کو عید کی نماز کے لیے نکلنے سے منع کرتے تھے۔اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے شارح رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ "عواتق"، "عاتقة" کی جمع ہے۔اور اس کا مطلب ہے نئی بالغ ہونے والی لڑکی۔اس کو افغانی یعنی پشتو میں "پیغلہ" کہتے ہیں۔اس کو "عاتقة" اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ ماں باپ کی خدمت سے بھی آزاد ہوتی ہے اور ابھی تک اس کا شوہر بھی نہیں ہے۔[20]

شانِ نزول ذکر فرماتے ہیں

شارح رحمہ اللہ کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ جس آیت کے نزول کا کوئی خاص واقعہ ہوتا ہے اس کو ذکر کرتے ہیں۔ سورۃ الاعراف میں لفظ " وَرِيْشًا" کی تحقیق کے دوران اس کا شانِ نزول بھی ذکر کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں عرب میں یہ عادت تھی کہ وہ جب بیت اللہ کا طواف کرتے تھے تو اپنے کپڑے اتار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کیا ہے ہم ان میں بیت اللہ کا طواف نہیں کریں گے[21]، تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرما کر ان کی اس جاہلانہ روایت کو ختم کیا۔"يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ".[22]

آیاتِ قرآنیہ کے ذکر کا اہتمام کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جس مقام پر قرآن کریم کے کسی مشکل لفظ کا معنی بیان کیا ہوتا ہے تو وہ لفظ جس آیت میں ہوتا ہے وہ آیت ذکر کرتے ہیں۔اس کی مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پہلی مثال: سورۃ الاعراف کی تشریح کرتے ہوئے لفظ " وَرِيْشًا" کی تشریح کے ذیل شارح رحمہ اللہ نے سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 25 کا متن مکمل ذکر کیا ہے جس میں لفظ " وَرِيْشًا" ذکر ہوا ہے۔[23]آیت یہ ہے: "يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ ذَلِكَ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ".[24]

دوسری مثال: سورۃ الاعراف میں امام بخاری رحمہ اللہ نے "ولكم في الارض مستقر ومتاع" کی تشریح میں لفظ "قَبِيلُهُ" ذکر فرمایا ہے، تو شارح رحمہ اللہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے:"اشارة الي تفسير قبيله في قوله تعالي "[25]اور اس کے بعد سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 27 ذکر فرمائی جس میں یہ لفظ ذکر ہوا ہے:"إِنَّهُ يَرَاكُمْ هُوَ وَقَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ إِنَّا جَعَلْنَا الشَّيَاطِينَ أَوْلِيَاءَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ".[26]

تاریخی پس منظر ذکر کرتے ہیں

صحیح بخاری میں "باب ما يذكر فى المناولة و كتاب اهل العلم" میں امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ذکر فرمائی ہے:" احتج بعض أهل الحجاز في المناولة بحديث النبي صلى الله عليه وسلم حيث كتب لأمير السرية كتابا وقال:لا تقرأه حتى تبلغ مكان كذا وكذا . فلما بلغ ذلك المكان قرأه على الناس، وأخبرهم بأمر النبي صلى الله عليه وسلم"اس حدیث کی تشریح کے تحت شارح رحمہ اللہ نے اس سریہ کا پس منظر بھی ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ سریہ دو ہجری میں رجب کے مہینے میں غزوہ بدر سے پہلے ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ روانہ کیا تھا جس میں ستّر مہاجرین شامل تھے۔ روانہ ہوتے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکر کے امیر کو ایک خط دیا اور یہ ہدایت کی کہ اسے راستے میں مت کھولنا بلکہ دوسرے دن اسے پڑھنا، لہٰذا جب دوسرا دن ہوا تو انہوں نے خط کھول کر پڑھا تو اس میں یہ ہدایت تھی کہ جب تم میرا یہ خط پڑھ ہو تو مسلسل سفر کرنا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان نخلہ کے پاس پہنچ جاو تو قریش کی تھاک میں بیٹھ جاو اور ان کے حالات سے ہمیں آگاہ کرتے رہنا۔[27]

علم معانی، بدیع اور علم بیان کے مباحث ذکر کرتے ہیں

"باب طرح الامام المسئلة علی اصحابه لیختبر"اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ذکر فرمائی ہے: عن ابن عمر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن من الشجر شجرة لا يسقط ورقها، وإنها مثل المسلم، حدثوني ما هي قال: فوقع الناس في شجر البوادي قال عبد الله: فوقع في نفسي أنها النخلة، فاستحييت، ثم قالوا: حدثنا ما هي يا رسول الله، قال: هي النخلة"[28]۔اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے شارح رحمہ اللہ نے لفظ "مثل" کی تحقیق کی ہے، لہٰذا لکھتے ہیں کہ لفظ "مثل" کا ایک مجازی معنی ہے اور وہ ہے "عجیب حالت" اور اس حدیث میں لفظ "مثل" "استعارۃ حالت عجیبہ کے معنٰی میں استعمال ہوا ہے جس طرح کہ لفظ "اسد" عجیب وغریب حالت اور صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوگا گویا مسلمان کی حالت کھجور کے درخت کی سی ہے یا مسلمان کی صفت کھجور کی صفت کی طرح ہے۔اس جگہ "المسلم" مشبہ ہے اور "النخلة" مشبہ بہ ہے۔وجہ تشبیہ کے بارے میں اختلاف ذکر کیا ہے جس میں ایک قول اس کے فوائد کی کثرت، اس کا دائمی سایہ، عمدہ اور دائمی پھل۔اس کا پھل ہر حالت میں کھایا جاتا ہے کچا، پکا یہاں تک کہ مختلف شیرہ وغیرہ کی حالت میں بھی استعمال ہوتا ہے۔اس کی لکڑی بھی کثیر المنافع ہے۔یہی حال مسلمان کا بھی ہے کہ اس کی ہر حالت میں بھلائی ہے، من جملہ اس کی یہ ہیں: نیکی کی کثرت، مکارم اخلاق، نماز کی پابندی، روزہ، ذکر، صدقہ اور دیگر نیک امور کی ادائیگی۔ان اعتبارات سے مسلمان کو کھجور کے درخت سے تشبیہ دی گئی ہے۔[29]

متعارض روایات میں تطبیق دیتے ہیں

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ کی عادت ہے کہ جو روایات ظاہراً متعارض نظر آتے ہیں ان میں تطبیق دیتے ہیں۔اس کی مثال یہ ہے کہ صحیح بخاری میں "باب ای الاسلام افضل؟" کے تحت سیدنا ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: "يا رسول الله! أي الإسلام أفضل؟ قال: من سلم المسلمون من لسانه، ويده"[30]۔اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "افضل ایمان یہ ہے کہ ایک آدمی کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"۔دوسرا باب ہے: "باب من قال ان الایمان هوالعمل" اس باب کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر فرمائی: عن أبي هريرة، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سئل: أي العمل أفضل؟ فقال: إيمان بالله ورسوله[31]۔اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کو افضل ایمان قرار دیا ہے۔"باب فضل الصلاة لوقتها" کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت ذکر فرمائی ہے: أي العمل أحب إلى الله؟ قال: الصلاة على وقتها"[32]۔مذکورہ بالا روایات سے افضل عمل کے بارے میں نبی کریم صل اللہ علیہ وسلم سے جو روایات امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل فرمائے ہیں ان میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے۔اس تعارض کو شارح رحمہ اللہ نے ان الفاظ سے ختم فرمایا ہے: "كيفية الجمع بين هذه الأحاديث وجهان: الأول أنه جرى على اختلاف الأحوال والثاني: أن لفظ "مِن" ههنا مقدرة أي من أفضل الأعمال كذا"[33]۔یعنی ان احادیث میں تطبیق کے دو طریقے ہیں: پہلا طریقہ یہ ہے کہ مختلف اعمال کو افضل کہنا مختلف احوال پر محمول ہے، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظ "مِنْ" یہاں پر مقدر ہے لہٰذا تقدیری عبارت یہ ہے "مِنْ أفضل الأعمال" یعنی اعمال میں سے افضل عمل فلاں ہے۔اس طرح تمام روایات میں تطبیق ہو جاتی ہے۔اور افضل عمل ایک نوع ہے جو کہ "ما هو" کے جواب میں ایسے کثیر افراد پر بولی جاتی ہے جن کی اعداد مختلف ہوں نہ کہ حقیقتیں، لہٰذا لفظ "افضل" کا اطلاق مذکورہ تمام اعمال پر کرنا درست ہے۔

تشریح میں منطقی مباحث استعمال فرماتے ہیں

شارح رحمہ اللہ بعض مقامات میں منطقی مباحث کے ذریعہ مسائل کی تشریح فرماتے ہیں۔اس کی مثال یہ ہے کہ "باب، أي الأعمال

أفضل؟" کے تحت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف اعمال کو افضل فرمایا ہے جس میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے، جیسا کہ اس کی تفصیل بیان ہو چکی ہے، تو شارح رحمہ اللہ نے لفظ "مِنْ" کو مقدر نکالا ہے اور تقدیری عبارت یہ نکالی ہے: "مِنْ أفضل الأعمال" اس طرح تعارض کو رفع کیا ہے اور بعد میں فرمایا ہے: "وأفضل الاعمال نوع مقول على كثيرين مختلفين بالعدد دون الحقيقة في جواب ما هو، فيصح إطلاق الأفضل على كل واحد من الأعمال المذكورة." یعنی "أفضل الاعمال" ایک ایسی نوع ہے جو کہ "ما هو" کے جواب میں ایسے کثیر افراد پر بولی جاتی ہے جن کے اعداد مختلف ہوں نہ کہ حقیقتیں، لہٰذا لفظ "افضل" کا اطلاق مذکورہ تمام اعمال پر کرنا درست ہے[34]۔ اس مثال میں شارح رحمہ اللہ نے منطقی اصول کے ذریعہ تعارض کو رفع فرمایا ہے۔

احادیث پر حکم لگانے کا اہتمام کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ بعض مقامات پر حدیث کا حکم بھی بیان کرتے ہیں کہ حدیث صحیح ہے یا ضعیف۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک روایت ہے: "یعنی میری امت (کے تمام لوگ) گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتے۔ اس کے بارے میں شارح رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ علامہ عینی نے اس کو ضعیف کہا ہے[35]۔ عمدۃ القاری میں لکھا ہے: "وَأما حَدِيث: لَا تَجْتَمِع أمتِي على ضَلَالَة، فضعيف" [36]

زمانہ جاہلیت کے اشعار سے استدلال

بعض مقامات پر شارح رحمہ اللہ اپنے قول کی تائید زمانہ جاہلیت کے اشعار سے بھی کرتے ہیں، جیسا کہ "اذ" اور "اذا" کے استعمال کے بارے میں فرمایا ہے کہ "اذ" ماضی کے لیے وضع کیا گیا ہے، لیکن مجازاً اس کو مستقبل کے لیے بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اس کے لیے حماسہ کا ایک شعر ذکر کیا ہے:

و ندمان يزيد الكأس طيبنا　　　سقيت إذا تغورت النجوم

دوسری مثال: صحیح بخاری میں "باب ما يذكر في الفخذ قال أبو عبد الله": میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے جس میں غزوہ خیبر کے اساریٰ کا ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی اور مسلمانوں کو مال غنیمت ملا تو اس میں غلام بھی تھے۔ حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے غلام میں سے ایک باندی دے دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے ایک لے لو، انہوں نے سیدہ صفیہ بنت حیی کو لے لیا۔ تو ایک صاحب نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آپ نے دحیہ کلبی کو صفیہ دی ہے جو بنو قریظہ اور بنو نظیر کے سردار کی بیٹی ہیں، وہ تو آپ کے شایانِ شان ہے، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خود لے لیا اور سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کو دوسری باندی دے دی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ صفیہ کو آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا اور پھر دستر خوان بچھوایا اور اعلان کیا جس کے پاس جو ہو تو وہ لے آئے اور دستر خوان پر رکھ دے۔ جس کے پاس جو کچھ تھا وہ ڈال دیا اور پھر ایک حلوہ سا تیار کیا جس کے لیے حدیث میں یہ الفاظ آئے ہیں "فحاسوا حيسا"[37] شارح رحمہ اللہ نے اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے: "حيسا"، "حاء" کے فتحہ کے ساتھ ہے۔ پنیر کو جب گھی اور کھجور کے ساتھ لا لیا جائے تو اس کو "حیس" کہتے ہیں۔ اس کا لفظی معنی ہے "خلط ملط کرنا"۔ اس کے لیے ایک شعر سے استدلال کیا ہے:

و اذا تكون كريهة ادعى لها　　　واذايحاساالحيس يدعىٰ جندب[38]

شاعر کہتا ہے کہ جب کوئی سخت حالات ہوتے ہیں تو مجھے بلایا جاتا ہے اور جب حلوہ لگتا ہے تو جندب کو بلایا جاتا ہے۔

بعض الفاظ کے معانی فارسی میں ذکر کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے بعض الفاظ کے معانی صحیح طرح سمجھانے کے لیے فارسی میں بھی معنی ذکر کیا ہے۔ اس کی مثال سورۃ الاعراف میں ہے۔ مشاق الانسان کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا: "قوله لايدخلون الجنة حتي يلج الجمل في سم الخياط" اس میں "سم" کے معنی بیان

کرتے ہوئے لکھا ہے:"وسم الخياط بالفارسية سوراخ سوزن"[39]

اختلافِ ائمہ ذکر کرتے ہیں اور اس میں مذہب حنفی کی وجہ ترجیح بیان کرتے ہیں

جن مسائل میں ائمہ کرام کے درمیان اختلاف ہوتا ہے ان میں تمام مذاہب دلائل کے ساتھ ذکر کرتے ہیں اور آخر میں مذہب حنفی کی ترجیح ثابت کرتے ہیں اور مخالفین کی دلیل کا جواب بھی دیتے ہیں۔اس کی ایک مثال صلاة الكسوف میں تعداد رکعات والا مسئلہ ہے۔شارح رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس مسئلے میں تین مذاہب ذکر کیے ہیں:

1-پہلا مذہب حضرات شافعیہ کا ذکر فرمایا کہ ہر رکعت میں دو رکوع ہوں گے۔

2-دوسرا مذہب حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کا ذکر فرمایا کہ ہر رکعت میں تین رکوع ہوں گے۔

3-تیسرا مذہب امام طاوس[40] رحمہ اللہ کا ذکر فرمایا ہے کہ ہر رکعت میں چار رکوع ہوں گے۔مذہب سوم کے تحت مذکورہ حدیث ذکر فرمائی ہے:عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ: صَلَّى فِي كُسُوفٍ، قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ قَرَأَ، ثُمَّ رَكَعَ، ثُمَّ سَجَدَ» ، قَالَ: وَالْأُخْرَى مِثْلُهَا-[41]

4-چوتھا مذہب حضرات حنفیہ کا ذکر فرمایا ہے کہ ان کے ہاں ہر رکعت میں ایک رکوع ہوگا۔

تمام مذاہب ذکر کرنے کے بعد مذہب حنفیہ کو راجح قرار دیا ہے۔اس بارے میں فرمایا کہ حنفیہ نے اس سلسلے میں جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ قولی ہیں اور دوسرے حضرات کی احادیث فعلی ہیں اور یہ قاعدہ ہے کہ فعلی احادیث کے مقابلے میں قولی کو ترجیح حاصل ہوتی ہے۔اس میں امام طحاوی رحمہ اللہ کا قول بھی ذکر کیا ہے:" فَكَانَ أَكْثَرُ الْآثَارِ فِي هَذَا الْبَابِ هِيَ الْمُوَافَقَة لِهَذَا الْمَذْهَبِ"[42]۔

اس میں عمدۃ القاری کے حوالے سے لکھا ہے کہ دو یا دو سے زیادہ رکوعات کا ذکر جن روایات میں آیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے رکوع اس لیے لمبا فرمایا تھا کہ اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت و جہنم دکھائے گئے تھے، تو بعض حضرات نے سر اٹھا کر دیکھا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سر تو نہیں اٹھا چکے ہیں؟یعنی آپ علیہ السلام کو دیکھنے کی غرض سے انہوں نے سر تھوڑا سا اُٹھایا تھا، تاکہ آپ ﷺ کو دیکھ لیں کہ آپ ﷺ رکوع میں ہیں یا قومہ کے لیے اُٹھ چکے ہیں۔لیکن ان کے پیچھے جو حضرات صحابہ کرام تھے وہ یہ سمجھے کہ آپ ﷺ نے دو رکوع کیے ہیں، لہٰذا بعد میں وہ حضرات اسی طرح روایت کرتے چلے گئے[43]۔اس کے بعد لکھا ہے کہ ہمارے مذہب کے مطابق جو احادیث ہیں وہ استحباب پر محمول ہیں اور دورے حضرات کے مذہب کے مطابق جو احادیث ہیں وہ جواز پر محمول ہیں۔[44]

مختلف قراءت کی تحقیق کا اہتمام کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ جس لفظ میں مختلف قراءت ہوں، وہ ذکر کرنے کا اہتمام فرماتے ہیں۔اس کی مثال ذیل میں ذکر کی جاتی ہے:

سورۃ الاعراف آیت نمبر 26 میں ارشاد ہے:قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ" اس آیت میں امام بخاری رحمہ اللہ نے "رِيْشًا" میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ذکر کیا ہے کہ اس میں ایک قراءت "وَرِيَاشًا" بھی ہے۔شارح رحمہ اللہ نے اس قول کی مکمل تحقیق کی ہے۔فرماتے ہیں:"یہ زر بن حبیش[45]،ابن عباس اور ابو عبدالرحمن السلمی[46] کی قراءت ہے،البتہ جمہور کی قراءت "رِيْشًا" ہے۔ابن اعرابی کہتے ہیں کہ "رِيْشًا" بمعنیٰ "خوراک" اور "حاصل ہونے والا مال" ہے۔[47]

سورۃ الانعام آیت نمبر 111 میں لفظ "قُبُلًا" کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس لفظ میں دو قراء تیں ہیں:

پہلی قراءت: "قاف" اور "باء" کے ضمہ کے ساتھ۔اس کے تین معانی بیان کیے ہیں: پہلا یہ کہ یہ" قبيل" کی جمع ہے بمعنیٰ "كفيل" یعنی ذمہ دار۔دوسرا یہ کہ یہ "مواجهة" کے معنیٰ میں ہو، یعنی سامنے ہونا اور تیسرا یہ کہ یہ "قبيل" کی جمع ہو بمعنیٰ "الصنف والنوع" یعنی قسم اور نوع کے

معنی میں ہو۔[48]

دوسری قراءت: "قاف" کے کسرہ اور "باء" کے فتحہ کے ساتھ بمعنی مقابلہ۔

لغوی تحقیق کا بھی اہتمام فرماتے ہیں

شارح رحمہ اللہ کی یہ عادت ہے کہ بعض مشکل الفاظ کی لغوی تحقیق فرماتے ہیں تاکہ قاری کے لیے اس کا معنیٰ سمجھنا آسان ہو۔ اس کی مثالیں درج ذیل ہیں:

پہلی مثال: "باب الفتیا وهو واقف علی الدابة وغیرها" کی تشریح کے تحت شارح رحمہ اللہ نے لفظ "دابة" کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے: "درحقیقت لفظ "دابة" ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو زمین پر چلے اور عرف میں "دابة" ہر چوپایہ کو کہتے ہیں"۔[49]

دوسری مثال: "باب من رفع صوته بالعلم" کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت ذکر فرمائی ہے: "ویل للأعقاب من النار"[50] اس روایت میں لفظ "ویل" کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "ویل" جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ اگر پہاڑ بھی اس میں ڈال دیا جائے تو زیادہ گرمی کی وجہ سے وہ بھی پگل جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ اہل جہنم کی خوراک ہے جو کہ پیپ کی شکل میں ہوگی۔ عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ "ویل" ان مصادر میں سے ہے جن سے افعال نہیں آتے اور یہ عذاب اور ہلاکت کا کلمہ ہے"[51]۔ اس میں شارح رحمہ اللہ نے "ویل" کے مختلف معانی ذکر کیے ہیں۔[52]

تیسری مثال: لفظ "صلاة" کا معنی بیان کرتے ہوئے یہ تحقیق کی ہے کہ لغت میں یہ لفظ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے۔ ایک معنی ہے "تحریک الصلوین" یعنی "سرین ہلانا" اور نماز کو صلاۃ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ اس میں بھی صلوین ہلتے ہیں۔ دوسرا معنی "دعا" ہے اور مصلی چونکہ نماز میں دعا مانگتا ہے اس لیے اس کو "صلاة" کہتے ہیں[53]۔ تیسرا معنی "لوہے کو آگ سے گرم کرکے سیدھا کرنا"[54]۔

بعض الفاظ کی اصطلاحی تعریف بھی ذکر کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ بعض الفاظ کے لغوی معنی لکھنے کے بعد اصطلاحی معنی بھی لکھتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ لفظ "فقہ" کے لفظی معنیٰ بیان کرنے کے بعد اس کے اصطلاحی معنی بھی تحریر کیے ہیں۔ لہٰذا لکھتے ہیں: "وفی الاصطلاح: هو العلم بالأحکام الشرعیة العملیة من ادلتها التفصیلیة"[55]۔ یعنی فقہ شریعت کے ان احکام کے جاننے کا نام ہے جن کا تعلق عمل سے ہو اور وہ تفصیلی دلائل سے ثابت ہو چکے ہوں۔

نحوی تحقیق کا اہتمام فرماتے ہیں

شارح رحمہ اللہ کی یہ عادت ہے کہ وہ بعض الفاظ کی نحوی تحقیق کرتے ہیں۔ اس کی مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پہلی مثال: سورۃ الاعراف آیت نمبر 93 میں ہے: "فَکَیْفَ آسَی عَلَی قَوْمٍ کَافِرِینَ" اس میں لفظ "آسَی" کی نحوی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ مضارع معروف سے واحد متکلم کا صیغہ ہے اور آگے "مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ" میں فرماتے ہیں کہ یہاں "لا" زائدہ ہے اور معنی ہے "مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ" یعنی آپ کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے منع کیا؟[56]

دوسری مثال: "باب من سئل علما و هومشتغل فی حدیثه" کے تحت لفظ "بینما" کی تحقیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ ظرف زمان ہے اور "مفاجاة" یعنی اچانک کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اس پر "ما" زائد کیا گیا ہے اور کبھی صرف "الف" بغیر "میم" کے اس "بین" کے ساتھ ملا کر "بینا" کر دیا جاتا ہے۔[57]

صرفی تحقیق ذکر کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ کی یہ عادت ہے کہ وہ بعض الفاظ کی صرفی تحقیق بھی کرتے ہیں۔ اس کی مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پہلی مثال: سورۃ الاعراف میں لفظ"الحيتان" کی صرفی تحقیق فرمائی ہے۔ لکھتے ہیں:"والحيتان جمع حوت اصله حوتان بكسرالحاء قلبت الواو ياءً لانكسار ماقبلها"یعنی"حیتان"،"حوت"کی جمع ہے اور اس کی اصل "حوتان" حا کے کسرہ کے ساتھ، لیکن"واو"کو"یاء" سے تبدیل کیا، کیونکہ اس کا ماقبل کسرہ ہے لہذا"حیتان"بن گیا۔[58]

دوسری مثال: سورۃ الاعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ" اس آیت میں لفظ "خِيفَةً"کی صرفی تحقیق کرتے ہوئے شارح رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا ہے:"واصل خِيفَةً، خِوفَةً، ابدلت الواو ياء لكسر ماقبلها"یعنی "خيفة"کی اصل"خِوفَة"تھی، لیکن"واو"سے پہلے کسرہ ہونے کی وجہ سے"واو"کو"یاء"سے بدل دیا گیا۔[59]

نسخوں کا اختلاف بھی ذکر کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ کی ایک عادت یہ ہے کہ مختلف نسخوں میں الفاظ میں جو تغیر آتا ہے اس کو بھی ذکر کرتے ہیں۔اس کی مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پہلی مثال: "انما الاعمال بالنيات" والی حدیث کی سند میں ایک نسخے میں "حدثنا الحميدى عبدالله بن الزبير" آیا ہے یعنی" عبدالله بن الزبير"کے ذکر کے ساتھ اور ایک نسخہ بغیر"عبدالله بن الزبير"کے ذکر کے ہے۔[60]

دوسری مثال: "باب بدء الوحی"میں "إنما الأعمال بالنيات"والی حدیث ذکر کر کے اس میں دو نسخے ذکر کیے ہیں۔ایک نسخے میں" أو إلى امرأة ينكحها"ہے اور دوسرے میں"ينكحها"کی جگہ "يتزوجها"آیا ہے۔شارح رحمہ اللہ نے دونوں کو ذکر فرمایا ہے۔[61]

اصول فقہ کے قواعد اور اصطلاحات ذکر کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ روایات کی تشریح کرتے ہوئے اصول فقہ کے قواعد اور اصطلاحات بھی ذکر فرماتے ہیں۔اس کی مثال ترمذی میں"باب في النهي عن استقبال القبلة بغائط أو بول"میں سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے: عن أبي أيوب الأنصاري، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا أتيتم الغائط فلا تستقبلوا القبلة بغائط ولا بول، ولا تستدبروها، ولكن شرقوا أو غربوا"[62]اور اس کے بعد ایک باب ہے"باب ما جاء من الرخصة في ذلك" اس باب میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث فعلی ہے:"عن ابن عمر قال: رقيت يوما على بيت حفصة،فرأيت النبي صلى الله عليه وسلم على حاجته مستقبل الشام مستدبر الكعبة"[63]ان دونوں روایات میں تعارض ہے۔سیدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ کی روایت میں قضاء حاجت کے وقت استقبال اور استدبار قبلہ کی ممانعت ہے، جب کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما والی روایت میں اس کا جواز وارد ہوا ہے۔اس مقام پر شارح رحمہ اللہ نے اصول فقہ کے قاعدے کو ذکر کر کے فرمایا ہے کہ جب قولی اور فعلی روایت میں تعارض آتا ہے تو قولی روایت کو ترجیح دی جاتی ہے، لہذا سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی روایت کو ترجیح حاصل ہو گی۔[64]

اماکن وبلدان کی تحقیق فرماتے ہیں

شارح رحمہ اللہ کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ روایات میں جو اماکن یعنی شہر اور دیہات وغیرہ ذکر ہوتے ہیں ان کی تفصیل ذکر کرتے ہیں ،مثلاً ایک روایت میں "ذو الحليفة "آیا ہے تو اس کی تحقیق ان الفاظ سے کی ہے:"یہ "حَلَفَة"کی تصغیر ہے اور یہ اس گھاس کو کہتے ہیں جو پانی میں اُگتی ہے یا وادی کے بطن میں اُگتی ہے اور یہ مقام مدینہ منورہ سے چھ میل کے فاصلے پر واقع ہے اور آج کل اسے" ابيار على "کہتے ہیں"۔[65]

پوری حدیث ذکر کرتے ہیں

شارحؒ کا ایک صنیع یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے جہاں حدیث کا کچھ حصہ ذکر کیا ہوتا ہے تو شارح رحمہ اللہ پوری حدیث ذکر

فرماتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ " باب العلم قبل القول و العمل" میں حدیث کا ایک حصہ ذکر فرمایا ہے:"وأن العلماء هم ورثة الأنبياء"شارح نے لکھا ہے کہ یہ حدیث کا ایک ٹکڑا ہے اور اس کے بعد پوری حدیث ذکر فرمائی ہے۔"عن ابی سعید الخدری انّ رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من سلك طريقا يبتغي فيه علما سلك الله به طريقا إلى الجنة، وإن الملائكة لتضع أجنحتها رضاء لطالب العلم، وإن العالم ليستغفر له من في السموات ومن في الأرض حتى الحيتان في الماء، وفضل العالم على العابد، كفضل القمر على سائر الكواكب، إن العلماء ورثة الأنبياء، إن الأنبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما إنما ورثوا العلم، فمن أخذ به أخذ بحظ وافر"[66] حدیث ذکر کرنے سے پہلے جس کتاب میں یہ مذکور ہے اس کا حوالہ بھی دیتے ہیں، لہٰذا یہاں فرمایا:"اخرجه الترمذی بسنده"[67]۔

اعراب ذکر کرنے کا اہتمام فرماتے ہیں

شارح رحمہ بعض الفاظ کا اعراب بھی ذکر کرتے ہیں، اس کی مثال یہ ہے کہ " باب قول المحدث: حدثنا،وأخبرنا،وأنبأنا"میں ایک روایت ہے: "إن من الشجر شجرة لا يسقط ورقها، وإنها مثل المسلم"[68]اس میں لفظ "مثل" کے اعراب کے بارے میں لکھا ہے: "مثل "کے بارے میں ایک روایت "میم" اور "ثاء" کے فتحہ کے ساتھ ہے اور ایک روایت "میم" کے کسرہ اور "ثاء" کے سکون کے ساتھ ہے امام جوہری فرماتے ہیں کہ لفظ "مثل"، "تسوية"یعنی برابری کے معنی میں ہے جیسے کہا جاتا ہے" مثله"اور "مثيله"یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ "شبهه"اور "شبيهه"[69]۔

پورا نام ذکر کرتے ہیں

بعض مقامات میں امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی محدث کا نام مکمل ذکر نہیں کیا ہوتا ہے جس سے اشتباہ ہوتا ہے کہ اس سے کون سے راوی مراد ہیں؟ تو شارح رحمہ اللہ اس نام کو مکمل ذکر کر کے اس اشتباہ کو دور فرما دیتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ " باب ما جاء فی العلم" میں "حسن"، "ثوری" اور "مالک" نام آئے ہیں تو شارح رحمہ نے ان کو اس طرح ذکر کیا ہے "(الحسن) و هو البصری"یعنی حسن سے مراد حسن بصری ہیں و"(الثوری) و هو السفيان"ثوری سے مراد سفیان ثوری ہیں اور"(مالک) و هو الامام"مالک سے مراد امام مالک رحمہ اللہ ہیں۔[70]

حدیث کی دیگر کتابوں میں حدیث کی جو حیثیت ذکر کی گئی ہے اس کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ "باب ما جاء في العلم. وقوله تعالى:وقل رب زدني علما" کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک حدیث ذکر فرمائی ہے جس کے آخر میں لکھا ہے "ورواه موسى بن إسماعيل، وعلي بن عبد الحميد"شارح رحمہ اللہ نے "رواه موسى"کے بعد لکھا ہے: "أخرجه أبو عوانة فی صحيحه موصولا بهذا الطريق"اور "وعلي بن عبد الحميد" کے بعد لکھا ہے:"أخرجه الترمذی موصولا"

اعلام کی تحقیق کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ نے بعض مقامات میں اعلام کی وضاحت ذکر کی ہے، عظیم بحرین کے بارے میں لکھا ہے: "اس کا نام منذر بن ساویٰ[71] تھا، واو کے فتحہ کے ساتھ"۔[72]

دوسری مثال: شارح نے "باب ما ذكر فی ذهاب موسى عليه السلام فی البحر الى الخضر"میں سیدنا خضر علیہ السلام کے نام کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے: "ان کے اصل نام کے بارے میں مختلف اقوال ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں: ارمیا، یسع، احمد، عامر۔ خضر "خاء" کے فتحہ کے ساتھ اور "ضاد" کے کسرہ کے ساتھ ہے اور دوسرا قول "خاء" کے کسرہ اور "ضاد" کے سکون کے ساتھ ہے۔ اس نام کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب یہ خشک زمین پر بیٹھ جاتے تھے تو وہ جگہ سر سبز و شاداب ہو جاتی تھی۔ ان کی کنیت ابو العباس تھی"۔[73]

ضمیر کے مراجع ذکر کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ بعض مقامات میں ضمائر کے مراجع ذکر کرتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ "باب التناوب فی العلم"میں جو حدیث ذکر

فرمائی ہے اس میں ایک مقام پر "اَئمّ ھو" آیا ہے۔ شارح رحمہ اللہ نے " ھو "ضمیر کا مرجع ذکر فرمایا ہے کہ اس سے مراد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔[74]

دوسری مثال: "باب الغضب فى الموعظة و التعليم"**میں ایک حدیث** ذکر فرمائی ہے جس میں آیا ہے "سأله رجل" **اس میں**"ه" ضمیر منصوب متصل کا مرجع ذکر فرمایا ہے کہ اس سے مراد عمیر والد مالک[75]ہیں۔[76]

دوسری مثال:"باب ليبلغ الشاهد الغائب" کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ذکر کی ہے، جس میں "وهو يبعث البعوث إلى مكة" اس میں"هو" کا مرجع ذکر فرمایا ہے، لہٰذا لکھتے ہیں:"وضمير هو لعمرو"اس میں"هو"ضمیر کا مرجع"عمرو"ذکر کیا ہے۔[77]

تصوف کے مباحث ذکر کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، رمضان میں غارِ حرا تشریف لے جاتے اور وہاں قیام فرماتے، تو اس سے صوفیاء کرام کا اعتکاف ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح سیدنا موسی علیہ السلام نے جو چالیس رات تک قیام کیا تھا اس سے بھی استدلال کرتے ہیں۔[78]

نحوی ترکیب بھی ذکر کرتے ہیں

شارح رحمہ اللہ بعض مقامات میں متن میں مذکور بعض الفاظ کی ترکیب بھی کرتے ہیں۔ اس کی مثالیں ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

پہلی مثال: اس کی مثال یہ ہے کہ "باب ليبلغ الشاهدالغائب" کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ نے حدیث ذکر کی ہے،"عن أبي بكرة، ذكر النبي صلى الله عليه وسلم قال: فإن دماءكم وأموالكم"--الخ اس میں شارح رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ "دماءكم" "إن"**کا اسم ہے اور** "أموالكم" کا عطف "إن" کے اسم یعنی "دماءكم" پر ہو رہا ہے۔[79]

دوسری مثال: سورۃ الاعراف میں لفظ"القُمَّلُ"امام بخاری رحمہ اللہ نے تشریح میں لکھا ہے"الحُمْنَانُ يُشْبِهُ صِغَارَ الحَلَمِ"اس کی ترکیب کرتے ہوئے لکھا ہے: "القمل مبتدا وقوله الحمنان خبر اول له وقوله يشبه الخ خبرثان له"یعنی "القمل"**مبتدا** ہے اور "الحمنان" اس کی خبرِ اوّل ہے اور"يشبه الخ"خبرِ ثانی ہے۔[80]

تلخیص(Abstract)

مولانا عبدالخالق باجوڑی رحمہ اللہ کی **"غنیۃ القاری شرح صحیح البخاری"** حدیث کے میدان میں ایک عمدہ علمی خدمت ہے۔ مؤلف رحمہ اللہ نے اس شرح کو ایسے مرتب کیا ہے کہ اس کے پڑھنے سے قاری کافی حد تک دوسری شروحات سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ یہ شرح صحیح معنوں میں اسم با مسمّٰی ہے۔ یعنی اس کے پڑھنے سے قاری کو دوسری شروحات کے پڑھنے کی ضرورت بہت حد تک محسوس نہیں ہوتی۔ اس شرح میں شارح نے بہت لمبے چوڑے مباحث سے اجتناب کیا ہے، جس کی وجہ سے قاری آسانی کے ساتھ متن کی عبارت حل کر لیتا ہے۔ شارح نے اس شرح کے لیے صحیح بخاری کی مختلف شروحات کو اپنے مطالعہ میں رکھا، لیکن علامہ بدر الدین عینی کی شرح عمدۃ القاری کے مباحث زیادہ غالب نظر آتے ہیں۔ اس شرح میں مصنف رحمہ اللہ نے جو انداز اپنایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ مشکل الفاظ کے معانی بیان کرنے کے لیے قرآنی آیات سے استدلال کرتے ہیں، بعض مقامات کی وضاحت کے لیے احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں، مشکل الفاظ کے معانی کے بیان کے لیے اقوالِ صحابہ کو بھی پیش کرتے ہیں، بعض مقامات میں الفاظ کی وجہ تسمیہ ذکر کرتے ہیں، شان نزول ذکر کرنے کا اہتمام فرماتے ہیں، بعض ایسے مقامات جہاں امام بخاری رحمہ اللہ نے کسی آیت کا ایک جزو ذکر کیا ہوتا ہے تو شارح رحمہ اللہ اس مقام پر پوری آیت ذکر کرتے ہیں، کسی واقعے کی تاریخی پس منظر بھی ذکر کرتے ہیں، علم

معانی، علم بدیع، تصوف، صرف، فقہ، اصولِ فقہ، نحو، لغت اور منطق کے مباحث بھی ذکر کرتے ہیں، متعارض روایات میں تطبیق ذکر کرتے ہیں، بعض احادیث پر حکم بھی لگاتے ہیں، بعض مقامات میں جاہلیت کے اشعار بھی ذکر کرتے ہیں، بعض مقامات میں الفاظ کا فارسی زبان میں معنی بیان کرتے ہیں، مذاہب ائمہ ذکر کرکے مذہبِ حنفی کی وجہ ترجیح ذکر کرتے ہیں، کسی لفظ میں وارد مختلف قراءت ذکر کرتے ہیں، نسخوں کا اختلاف بھی ذکر کرتے ہیں، اماکن اور بلدان کی تحقیق بھی کرتے ہیں، کسی محدث یا راوی کا پورا نام بھی بعض مقامات میں ذکر کرتے ہیں اور ضمیر کے مراجع کی تحقیق بھی کرتے ہیں۔ غرض اس شرح کے پڑھنے سے قاری بیک وقت ان مذکورہ تمام علوم سے کسی حد تک واقفیت حاصل کرلیتا ہے، لہٰذا یہ شرح مختلف علوم کا ایک بہت بڑا خزینہ ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

1 احمد بن علی بن حجر العسقلانی، **فتح الباری**، (بیروت، دار المعرفة، 1379ھ)، ج:1 ،ص:10

Ahmad bn Ali bn Hajar Al-Asqalani, Fath-ul-Bari,V:1,P:10

2 ان کے نام میں اختلاف ہے، مولانا میر احمد شاہ رضوانی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کا نام صالح محمد تھا۔ایک متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔اکثر اوقات اللہ تعالی کے ساتھ راز و نیاز میں گزارتے تھے۔اسی مناسبت سے ان کو دیوانا بابا کہا جاتا ہے۔ابتداء صوابی کے علاقہ جلبئ میں رہتے تھے پھر بونیر چلے گئے اور وہاں پیر بابا سے جاملے اور ان کی صحبت اختیار فرمائی۔{میر احمد شاہ، **تحفۃ الاولیاء**،(لاہور، مفید عام پریس، سن اشاعت ندارد)، ج:1، ص:9}

Meer Ahmad Shah, Tuhfat-ul-Awliya, V:1, P:9

3 محمد عبدالخالق الباجوڑی، غنية القاری شرح صحیح البخاری، غیر مطبوع، ج:1 ،ص: 2

Muhammad Abdul Khaliq Al-Bajuri, Ghunyat-ul-Qari,v:1, P:2

4 مکالمہ، عبدالرحیم بن محمد عبدالخالق، باجوڑی، تاریخ:6/1/2019

5 غنية القاری شرح صحیح البخاری، ج:1، ص:2 — Ghunyat-ul-Qari, V:1,P:2

6 نفس المصدر

7 غنية القاری شرح صحیح البخاری، 53:1 — Ghunyat-ul-Qari, V:1,P:53

8 سورة الزلزال100:4 — Surat -uz-Zilzal100:4

9 سورة الغافر71:4 — Surat Al-Ghafir 40:71

10 سورة الانعام 90:6 — Surat Al-Ina'am6:90

11 غنية القاری شرح صحیح البخاری، 57:12 — Ghunyat-ul-Qari,V:12,P:57

12 ابو عبدالرحمن احمد بن شعیب النسائی، **سنن النسائی**،(حلب، مکتب المطبوعات الاسلامية، الطبعة الثانية:1986م)، رقم الحديث:1485، ج: 3، ص:141

Abu Abdu Rahman Ahmad bn Shoaib Al-Nasayi, Sunan Al-Nasayi, V:3, P:141

13 غنية القاری شرح صحیح البخاری، ج:2، ص:55

14 محمد بن جریر بن یزید الطبری، **جامع البيان فی تاويل القرآن=تفسير طبری**، (بیروت، موسسة الرسالة، الطبعة الولیٰ: 2000م)، ج:12، ص:156

Muhammad bn Jareer bn Yazeed Al-Tabari, Jami Al-Bayan fi Ta'aweel Al-Qur'an,V:12, P:156

15 غنية القاری شرح صحیح البخاری، ج:10، ص:340 — Ghunyat-ul-Qari,V:10, P:340

16 محمد رشید بن علی رضا بغدادی،(1282-1354ھ)۔اپنے زمانے کے مشہور محدثین، مفسرین اور تاریخ دان میں شمار ہوتا ہے۔طرابلس اور بیروت میں علم حاصل کیا۔مصر، شام ہندوستان اور یورپ کے علمی اسفار بھی کیے۔ان کی شہرت کی وجہ ان کی تفسیر "المنار" ہے۔{عادل نویھض، **معجم المفسرین**،(لبنان، مؤسسۃ نویھض الثقافیۃ لتالیف والترجمۃ والنشر، اشاعت سوم:1988ء)، ج:2، ص:529، مادہ: محمد رشید بن علی رضا}

Adil Nuwaihiz, Mujam Al-Mufassireen, V:2, P:529

17 محمد رشید بن علی رضا، **تفسیر القرآن الحکیم= تفسیر المنار**، (الهیئة المصریة العامة للکتاب، 1990م)، ج:7 ،ص:533
Muhammad Rasheed bin Ali Raza, Tafseer-ul-Qur'an Al-Hakeem=Tafseer Al-Manar, V:7, P:533

18 غنیة القاری شرح صحیح البخاری، ج:10، ص:349 Ghunyat-ul-Qari,V:10, P:349

19 محمد بن اسماعیل البخاری، **صحیح البخاری**، (بیروت، دار طوق النجاة،الطبعة الاولی: 1422ھ)،ج:1، ص:72، رقم الحدیث:324
Muhammad bin Ismail Al-Bukhari, Saheeh Al-Bukhari, V:1, P:72, Hadees No.:324

20 غنیة القاری شرح صحیح البخاری، ج:2، ص:440 Ghunyat-ul-Qari,V:2, P:440

21 نفس المصدر، ج:10، ص:310

22 سورة الاعراف 26:7 Surat Al-Aaraf 7:26

23 غنیة القاری شرح صحیح البخاری، ج:4، ص:321 Ghunyat-ul-Qari,V::4, P:321

24 سورة الاعراف 26:7 Surat Al-Aaraaf 7:26

25 غنیة القاری شرح صحیح البخاری، ج:10،ص:307 Ghunyat-ul-Qari,V:10, P:307

26 سورة الاعراف 27:7 Surat Al-Aaraaf 7:27

27 غنیة القاری شرح صحیح البخاری،ج:1، ص:13 Ghunyat-ul-Qari,V:1, P:13

28 صحیح البخاری، باب طرح الامام المسئلة علی اصحابه لیختبر،ج:1، ص:22، رقم الحدیث:62 Al-Bukhari, V:1, P:62

29 غنیة القاری شرح صحیح البخاری، ج:1، ص: 135 Ghunyat-ul-Qari,V:1, P:135

30 صحیح البخاری، باب ای الاسلام افضل، ج:1،ص:11، رقم الحدیث: 11 Al-Bukhari,V:1, P:11

31 نفس المصدر، باب من قال ان الایمان هو العمل، ج:1،ص:14، رقم الحدیث:26 Al-Bukhari, V:1, P:14

32 نفس المصدر، باب فضل الصلاة لوقتها ج:1، ص:112، رقم الحدیث:527 Al-Bukhari, V:1, P:112

33 غنیة القاری شرح صحیح البخاری، ج:1، ص:131 Ghunyat-ul-Qari,V:1, P:131

34 نفس المصدر

35 نفس المصدر، ج:1، ص:201

36 ابو محمد محمود بن احمد الحنفی، بدر الدین العینی، **عمدة القاری شرح صحیح البخاری**، (بیروت، دار احیاء التراث العربی، بدون التاریخ)، ج:16، ص:164
Abu Muhammad Mahmood bin Ahmad Al-Aini, Umdat-ul-Qari,V:16, P:164

37 صحیح البخاری، ج:1،ص:83، رقم الحدیث:371 Al-Bukhari, V:1, P:83

38 غنیة القاری شرح صحیح البخاری، ج:2، ص:226 Ghunyat-ul-Qari,V:2, P:226

39 نفس المصدر، ج:10، ص:310

40 طاوس بن کیسان الھمدانی الخولانی(101ھ) کی والدہ کا تعلق فارس سے تھا۔آپ کا شمار یمن کے فقہاء میں ہوتا ہے،آپ اپنے زمانے کے مشہور تابعین میں سے تھے۔آپ بہت بڑے عبادت گزار اور زاہد تھے۔{محمد بن حبان بن احمد، **مشاہیر علماء الامصار واعلام فقہاء الاقطار**،(المنصورہ، دار الوفاء للطباعۃ والنشر والتوزیع، اشاعت اول:1991ء)،ج:1، ص:198،مادہ:955،طاوس بن کیسان}

Muhammad bin Habban bin Ahmad, Mashaheer Ulama-ul-Ansar o Aalam Fuqaha-al-Aqtar, V:1, P:198

41 مسلم بن حجاج النیسابوری، **الصحیح للامام مسلم**،بَابُ ذِکْرِمَنْقَالَ: إِنَّهُ رَكَعَ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فِي أَرْبَعِ سَجَدَاتٍ (بیروت، دار احیاء التراث العربی، بدون التاریخ)، رقم الحدیث:909

Muslim bin Hajjaj Al-Neesapuri, Al-Saheeh lil-Imam Muslim, Hadith No.:909

42 ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی، **شرح معانی الآثار**،کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الکسوف کیف ھی؟(عالم الکتب، الطبعة الاولیٰ: 1994م)، ج:1،ص:331، رقم الحدیث:1948

Abu Jafar Ahmad bin Muhammad Al-Tahawi, Sharh Ma'ani Al-Aasaar, V:1, P:331, Hadees No.: 1948

43 عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج:5،ص:302 Ghunyat-ul-Qari,V:5, P:302

44 نفس المصدر، ج:2، ص:55-56

45 زر بن حبیش بن حباشہ بن اوس الاسدی۔آپ کا شمار جلیل القدر تابعین میں ہوتا ہے۔سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے تھے۔آپ قرآن کریم کے بڑے ماہر اور بہترین قاری تھے۔{ابو عمر یوسف بن عبد اللہ القرطبی، **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**،(بیروت، دار الجیل، اشاعت اول:1992ء)،ج:2،ص:563-564،مادہ:869،زر بن حبیش}

Abu Umar Yusaf bin Abdullah Al-Qurtubi, Al-Isteeab fi Marifat-e-Al Ashab, V:2,P563-564

46 عبد اللہ بن حبیب بن ربیعہ، ابو عبد الرحمٰن السلمی(۱۰۵ھ) مشہور تابعی اور ثقہ راوی ہیں۔انہوں نے سیدنا عثمان، سیدنا علی بن ابی طالب اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم سے روایات کی ہیں۔ان سے سعید بن جبیر، ابراہیم النخعی، ابو اسحاق ہمدانی وغیرہ نے روایات کی ہیں۔{ابو بکر احمد بن علی البغدادی، **تاریخ بغداد**،(بیروت، دار الغرب الاسلامی، اشاعت اول: 2002ء)،ج:11،ص:88،مادہ:5001،عبد اللہ بن حبیب}

Abu Bakar Ahmad bin Ali Al-Baghdadi, Tareekh Baghdad, V:11, P:88

47 غنیة القاری شرح صحیح البخاری، ج:4، ص: 321 Ghunyat-ul-Qari,V:4, P:321

48 نفس المصدر ، ج:10، ص: 334

49 نفس المصدر، ج:1، ص: 180

50 صحیح البخاری، ج:1،ص:22 Saheeh Al Bukhari, V:1, P:22

51 عمدۃ القاری، ج:2، ص:9 Umdat-ul-Qari,V:2, P:9

52 نفس المصدر، ج:1، ص: 102

53 ابو الفتح ناصر بن عبدالسید، **المغرب فی ترتیب المعرب**، (بیروت، دار الکتب العربی)، ج:1، ص:271،مادة: ص ل و

Abu Alfath Nasir bin Abdus Salam, Al-Mughrab fi Tarteeb Al-Murab, V:1, P:271

54 ابو السعادات مبارک بن محمد الاثیر، **لا نهاية فی غریب الحدیث والاثیر** ،(بیروت، المکتبة العلمیة، 1979م)،ج:3، ص:50، مادة: صلا Abu Alsaadat Mubarak bin Muhammad Al Aseer, La Nihaya fi Ghareeb Al Hadith wa Al-Aseer,V:3,P:50

55 غنیة القاری، ج:1، ص: 100 Ghunyat-ul-Qari,V:1, P:100

56 نفس المصدر، ج:4، ص: 326

57 نفس المصدر، ج1، ص: 101

58 نفس المصدر، ج:10، ص:328

59 نفس المصدر، ج:10، ص:330

60 غنیة القاری، ج:1،ص:30 Ghunyat-ul-Qari,V:1, P:30

61 نفس المصدر،

62 ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی، **سنن الترمذی**، (مصر، مکتبة و مطبعة مصطفیٰ البابی الحلبی، الطبعة الثانیة:1975م)،ج:1، ص:13، رقم الحدیث: 8

Abu Essa Muhammad bin Essa Al-Tirmizi, Sunan Al-Tirmizi, V:1, P:13, Hadees No.: 8

63 نفس المصدر،ج:1، ص:16، رقم الحدیث: 11

64 غنیة القاری، ج:1، ص:285 Ghunyat-ul-Qari,V:1, P:285

65 نفس المصدر، ج:1،ص:269

66 سنن الترمذی، ج:5،ص:48،رقم الحدیث:2682 Sunan Al-Tirmizi, V:5, P:48

67 غنیة القاری، ج:1،ص:73 Ghunyat-ul-Qari,V:1, P:73

68 صحیح البخاری، ج:1، ص:22

69 غنیة القاری، ج:1، ص:81 Ghunyat-ul-Qari,V:1, P:81

70 نفس المصدر، ج:1، ص:83

71 منذر بن ساویٰ بن عبداللہ بن زید الدارمی جو کہ بحرین کا گورنر تھااور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بحرین کا گورنر بنایا تھا۔{ابوالحسن علی بن ابی الکرم ابن الاثیر، **اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ**،(بیروت، دار الکتب العلمیۃ،اشاعت اول:1994ء)،ج:5،ص:255}

Abu Al-Hasan Ali bin Abi Alkaram Ibn- Al Aseer, Usd-ul-Ghaba fi Marifat Alsahaba, V:5, P:255

72 غنیة القاری،ج:1، ص:90 Ghunyat-ul-Qari,V:1,P:90

73 نفس المصدر، ج:2،ص:60

74 نفس المصدر، ج:1، ص:94

75 عمیر والد مالک کو ابو بکر اسماعیل نے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ان کے بیٹے مالک ان سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لقطہ کے بارے میں روایت کی ہے۔(اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ،ج:4،ص:285) Usd-ul-Ghaba, V:4, P:285

76 غنیۃ القاری، ج:1، ص: 96 Ghunyat-ul-Qari,V:1,P:90

77 نفس المصدر، ج:1، ص: 98

78 نفس المصدر، ج:1، ص:46

79 نفس المصدر، ج:1، ص:100

80 نفس المصدر، ج:10، ص:310